بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

مدھیا پردیش کے مشہور شہر ناگپور میں مسلمانوں کی ایک انجمن حامی اسلام کے نام سے عرصۂ دراز سے قائم ہے۔ یہ انجمن دوسرے اسلامی کاموں کے علاوہ ایک ہائی سکول بھی چلا رہی ہے جو کم وبیش ساٹھ سال سے مسلمانوں کی تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ چند سال سے انجمن ہائی سکول سال میں ایک مرتبہ سوشل گیدرنگ کا ہفتہ مناتا ہے جس میں مختلف شعبوں میں طلبار کے کام کی نمائش ہوتی ہے، کھیل ہوتے ہیں، ڈرامہ ہوتا ہے اور مشاعرہ وغیرہ ہوتا ہے اور اس طرح یہ ہفتہ بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ اس ہفتہ کا افتتاح عموماً صوبہ کا گورنر یا کوئی وزیر یا کوئی جج کرتا ہے۔ لیکن اس سال انجمن کی مجلس منتظمہ نے خاکسار راقم الحروف سے درخواست کی کہ میں افتتاح کروں اور اس تقریب سے ایک تقریر کروں۔ میں نے اس دعوت کو قبول کر لیا۔ ۲۵ر نومبر کی شام کو بمبئی میل سے روانہ ہو کر ۲۶ر کی شام کو ناگپور پہنچا۔ ۲۷ر کی صبح کو دس بجے اسکول کے وسیع وعریض ہال میں ہفتہ کا افتتاح کرتے ہوئے "آزاد ہند میں مسلمانوں کی تعلیم" کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی۔ جلسہ میں انجمن کے معزز عہدہ داروں، اسکول کے اساتذہ اور طلبار کے علاوہ شہر کے موقر مسلمان اور ہندو بھی بڑی تعداد میں شریک تھے، اسی دن شب میں بشیر سیٹھ صاحب نے مومن پورہ میں ایک پبلک جلسہ کا بھی انتظام کر رکھا تھا، چنانچہ شب کو نو بجے سیرت کے موضوع پر تقریر کی جو پونے دو گھنٹہ کے قریب ہوئی۔ دوسرے دن یعنی ۲۸ر کو دو بجے اسکول کے ہال میں اسکول کے اساتذہ کو خطاب کیا۔ ناگپور یونیورسٹی کی بزم ادب نے میری آمد کی اطلاع پا کر پہلے سے ہی ایک جلسہ کا اعلان کر رکھا تھا۔ چنانچہ اس بزم کے زیر انتظام "موجودہ ترقی یافتہ زبانوں میں اردو کی حیثیت" کے عنوان پر یونیورسٹی کے عظیم الشان ہال میں ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی۔ اس جلسہ میں یونیورسٹی کے ہندو مسلم طلبار کے علاوہ جناب عبدالقادر صدیقی ڈپٹی منسٹر محکمہ تعلیم کے افسران اعلیٰ۔ کالج کے پرنسپل اور معززین شہر شریک تھے اور اوپر گیلریوں میں خواتین تھیں۔

وقت کے وقت سائنس کالج کے طلبار نے اپنے یہاں اور صدر ناگپور کی مسلمان خواتین نے انجمن کے سکریٹری صاحب کی معرفت خاص خواتین کے ایک اجتماع میں تقریر کرنے کی درخواست کی۔ لیکن وقت کی تنگی کے باعث بالکل مجبوری تھی اس لئے معذرت کردی گئی۔

ڈھائی دن کے قیام ناگپور میں احباب اور بزرگوں نے جو قدر افزائی کی ہے اس کے لئے تہ دل سے شکرگذار ہوں۔ ۲۶ر اور ۲۷ر کی درمیانی شب میں انجمن کی طرف سے ایک ڈنر دیا گیا جس میں تیس چالیس انجمن کے عہدہ دار اور دوسرے مدعو حضرات تشریف فرما تھے۔ ۲۷ر کی شام کو جناب عباس علی صاحب کمال صدر انجمن نے اپنی عالی شان کوٹھی میں نہایت پرتکلف عصرانہ دیا۔ اس میں بھی چالیس کے قریب افسرانِ حکومت اور معزز مسلمان شریک تھے۔ شب میں سیٹھ بشیر صاحب نے متعدد حضرات کے ساتھ کھانے پر مدعو کیا۔ ۲۸ر کو جناب محمد حنیف صاحب انڈر سکریٹری فیناس ڈپارٹمنٹ کے بنگلہ پر ڈنر تھا موصوف کے خسر جناب شمس الحسن واسطی میرے پرانے کرم فرما بزرگ ہیں وہ آج کل وہیں رہتے ہیں حنیف صاحب سے ملاقات انھیں کے توسط سے ہوئی ان حضرات کے علاوہ ناگپور کے مشہور رئیس حاجی عبد الغنی صاحب اور نواب غلام دستگیر خاں صاحب نے روزانہ صبح و شام تشریف لاکر اور اپنی موٹر کار آمد و رفت اور ناگپور کی مکمل سیر کے لئے عنایت فرما کر حسن تعلقِ خاطر کا ثبوت دیا ہے۔ یہ عاجز اس کے لئے سرتاپا سپاس ہے۔ اس ذیل میں عزیزی مولوی محمد تقی صاحب کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے جو اکثر اوقات ساتھ ہی رہے اور بعض معمولی ضرورتوں کی فراہمی میں مدد دیتے رہے۔

۲۹ر کی صبح کو ناگپور سے روانہ ہوا تو ناگپور یونیورسٹی کی بزم ادب کے پرجوش اور ہونہار سکریٹری مجاہد صاحب نے مقامی انگریزی روزنامہ "ہیتاواڈا" کا اسی دن صبح کا پرچہ لاکر دیا۔ دیکھا تو اس اخبار نے یونیورسٹی ہال میں اردو پر میری تقریر کو پورے دو کالموں میں دو کالمی جلی سرخیوں کے زیرعنوان شائع کیا تھا۔ اخبار کا رپورٹر جلسہ میں موجود تھا اس نے پوری تقریر قلمبند کی تھی۔

جہاں تک انجمن ہائی اسکول کا تعلق ہے سب سے زیادہ تین حضرات خاص طور پر لائق ذکر ہیں۔ انجمن کے سکریٹری جناب مونس حسین صاحب۔ ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر جناب ارشاد اللہ

خاں صاحب اور اسکول کے عربک ٹیچر مولانا سید احمد شاہجہان پوری ان تینوں اصحاب کو ہائی سکول کے ساتھ محبت نہیں عشق ہے۔ جناب سکریٹری صاحب اخلاص و عمل کے پیکر ہیں اور موجودہ صبر آزما حالات میں بھی نہایت پامردی اور ہمت کے ساتھ یہ ہائی سکول اور ایک اس کی برانچ جو مڈل سکول ہے کامیابی کے ساتھ چلا رہے ہیں اور مڈل سکول کے لئے ایک نئی عمارت بنوا رہے ہیں۔ دونوں سکولوں میں کم و بیش ایک ہزار مسلمان طلبا تعلیم پاتے ہیں جناب ہیڈ ماسٹر صاحب پرانے ماہرِ تعلیم ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کے منتظم اور نہایت باہوش و معاملہ فہم انسان ہیں۔ تقسیم کے بعد اس ہائی سکول میں بھی خاک اُڑنے لگی تھی لیکن سکریٹری اور ہیڈ ماسٹر دونوں کی جدوجہد اور خلوص کا یہ اثر ہے کہ آج تعلیمی اور انتظامی اعتبار سے پھر سکول کا شمار صوبہ کے نمایاں تر سکولوں میں ہونے لگا ہے تقسیم نے مالی اعتبار سے تمام اسلامی اداروں کو جو عظیم نقصان پہنچایا ہے یہ ادارہ اب تک اس میں بُری طرح مبتلا ہے۔ اب جو اسلامی ادارہ جہاں کہیں ہے وہ ملک کے سب مسلمانوں کے ہاتھوں میں ایک امانت ہے اس لئے مقامی مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مسلمانوں کا بھی قومی فرض ہے کہ وہ ان اداروں کی خبرگیری کریں۔ ورنہ ایک بنا بنایا ادارہ اگر فنا ہو گیا تو پھر اس کا دوبارہ قایم کرنا ناممکن ہو جائے گا اور اس کا ضرر صرف اُس مقام کے مسلمانوں کو نہیں بلکہ سب ہی مسلمانوں کو پہنچے گا۔ ذاتی طور پر میرے مختصر ترقیام مالیگوں میں ان تینوں حضرات نے جس خلوص محبت اور کرم گستری کا عملی ثبوت دیا ہے وہ رسمی شکریہ کے حدود سے بالا ہے۔ اللہ تعالیٰ میری طرف سے ان کو اس کا اجر عطا فرمائے۔

افسوس ہے گذشتہ مہینہ اقبال سہیل بھی چل بسے۔ وہ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے باقیاتِ صالحات اور اُس عہد کی دیرینہ روایات کے حاملین میں سے تھے۔ غیر معمولی ذہین و ذکی تھے۔ فارسی اور اردو دونوں زبانوں کے بلند پایہ شاعر تھے۔ وہ اگر وکیل نہ ہوتے اور مزاج لاابالی نہ ہوتا تو علم و ادب کے میدان میں ان کی شہسواری کا مقابلہ بہت کم لوگ کر سکتے تھے۔ طبیعت حد درجہ دقیقہ رس اور دماغ بڑا نکتہ آفریں پایا تھا۔ نغز گوئی کے ساتھ اشعار میں روانی غضب کی ہوتی تھی۔ غزلوں اور نظموں کے علاوہ انھوں نے جو نعتیہ نظمیں لکھی ہیں وہ بھی بڑے معرکہ کی ہیں نثر بھی بہت اچھی لکھتے تھے۔ اگر کوئی صاحب اُن کے مضامینِ نثر و نظم کو مرتب کر کے یکجا شائع کر دیں تو یہ اردو ادب کی مفید اور لائقِ قدر خدمت ہوگی۔ ورنہ ان ادبی جواہر پاروں کے ضائع ہو جانے کا